NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.1, No.01, July to Dec. 2023,
Page No. 33- 47

# قرآنی اسلوب تبشیر کے اسباب اور اسرار و رموز

# The causes and mysteries of the Qur'anic style of Tabshir

**Muhammad Mushtaq Ahmad, Director,Hudullinas Quran Institute Bahria Town Lahore, Pakistan.**

**ABSTRACT**

*Tabshir* means informing a person about the results of good deeds and desired actions, which is the cause of happiness and joy. Man is naturally attracted towards pleasure and happiness. Therefore, warning and preaching is effective if it is accepted by the addressee and according to his belief. If the addressee confirms in terms of intellectual and religious principles that this action has these pleasures, or such and such action is the cause of pain, then it is definitely a warning, otherwise it is preaching and it will be effective.

In the Holy Qur'an, numerous reasons and causes for preaching have been described, including observing the truth, patience and piety, trusting in Allah, giving charity and spending, enforcing the limits of Allah, the righteous Imam, standing in prayer, paying *zakat*, performing righteous deeds and Self-purification etc. are included.

In the same way, at some places, the Holy Qur'an mentions the evangelists and mentions these divine favors and urges them to follow their path. Among these evangelists are the pious, the believers, the patient, the close and the doers of good Human beings are attracted towards what makes their heart feel happy and satisfied, the attraction towards it increases and the desire to act emerges.

Then, if he has to face difficulties, sufferings and pains on the way to the high destination that has been told to him through the good news, he bears it cheerfully. By the style of preaching, the spirit of obedience and submission is created and love is born in the heart of man.

**Key Words:** *Tabshir*, Qur'an, Happiness, Difficulties, Patience, Self-purification.

**ARTICLE INFO**
Article History:
Received:
24-12- 2023
Revised:
28-12- 2023
Accepted:
29-12- 2023
Online:
31-12- 2023

CC BY

## ۱. موضوع کا تعارف

قرآن مجید مکمل دستور حیات ہے، جب تک مسلمان اس کے زریں اصولوں پر عمل پیرا رہے، وہ دنیا میں فتح و کامرانی اور جلال و جمال کا نمونہ بنے رہے۔ اس کی تعلیمات اور اس میں پوشیدہ اسرار و رموز نے مٹھی بھر انسانوں میں وہ روح پیدا کی کہ وہ پوری دنیا پر چھائے رہے۔ قرآن کریم معجزہ الٰہی اور معجزہ نبی مصطفیٰ ﷺ بھی ہے۔ یہ دنیا کی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے جس کا ایک ایک لفظ مخاطب کے دل پر اثر چھوڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشرکین مکہ اپنے دوستوں کو قرآن سننے سے منع کرتے، کیونکہ اس کو سن کر اس کی حقانیت سے انکار ممکن نہیں تھا، چنانچہ ساتھیوں کے روکنے کے باوجود جو لوگ چھپ چھپ کر اس کی تلاوت سنتے، اس کی سچائی کے معترف ہو جاتے۔ اس کا اُسلوب، اندازِ بیان، فصاحت و بلاغت، سورتوں کا آغاز و اختتام، آیات و سورتوں کا ربط و مناسبت، فصیح زبان اور خطابی انداز، الغرض یہ کلام بذاتِ خود اللہ تعالیٰ کا ایک ابدی معجزہ ہے۔ قیامت تک آنے والے لوگوں کے لیے باعث ہدایت و نصیحت ہے۔

قرآنی علوم کے تمام مباحث پر قرنِ اولیٰ سے اب تک ہر پہلو اور ہر زاویہ سے بحث ہوتی رہی ہے لیکن اس عمدہ اور نافع معجزاتی کتاب کا کوئی حق ادا نہیں کر سکا اور نہ ہی کوئی حق ادا کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی لوگوں کو قرآن پر تفکر و تدبر کرتے رہنے کی نصیحت فرمائی ہے تاکہ ہم قدرت کی نشانیوں کو سمجھ کر راہ راست پر استقامت سے چلتے رہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

"اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰي قُلُوْبٍ اَقْفَالُہَا۔" [1]

"کیا یہ لوگ قرآن میں تدبر نہیں کرتے؟ یا ان کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں؟"

قرآن کریم میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مخاطب کی دلچسپی اور بہترین فہم و ہدایت کے لیے مختلف اسالیب اختیار کیے گئے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اعمال صالح کی ترغیب دینے کے لیے نہ صرف خوشخبریوں پر اکسایا جاتا ہے بلکہ اس کے برعکس اعمال کرنے کے انجام کا تذکرہ کر کے اس سے خوف بھی دلایا جاتا ہے۔ یہی اسلوب ہر نبی نے اپنی دعوت میں بھی اختیار کیا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس طریقہ سے دعوت دینا ان کی ذمہ داری میں شامل فرما دیا تھا جو کہ انسانی فطرت کے عین مطابق تھا۔

قرآن مجید اور احادیثِ رسول ﷺ کا سرسری سا مطالعہ بھی یہ بات واضح کر دیتا ہے کہ اس کتاب فرقان میں جا بجا تبشیر و نذیر اور ترغیب و ترہیب کا موثر اسلوب پایا جاتا ہے اور انسانی نفسیات پر یہ بہت گہرا اثر مرتب کرتا ہے۔ اسی وجہ سے قرآن حکیم میں اسی اسلوب کے تحت کہیں نرمی اور کہیں سختی کا پہلو ملتا ہے، کہیں جنت کے تذکرے سے ترغیب دلائی گئی ہے اور کہیں جہنم کی ہولناکیوں کے تذکرے سے ترہیب کا انداز اپنایا گیا ہے، کہیں قوموں اور افراد پر انعامات اور رحمتوں کے ذکر سے ان کو اعمالِ صالحہ کی طرف رغبت دلائی گئی ہے تو کہیں قوموں پر بدترین عذاب کے واقعات بیان کرتے ہوئے ان کو اعمال خبیثہ سے دور رہنے کی نصیحت ملتی ہے۔ اس مضمون میں ہم قرآن کریم کے اسلوب تبشیر سے متعلق بحث کر رہے ہیں۔

## 2. تبشیر کا معنی و مفہوم

تبشیر کا مادہ ب، ش، ر ہے۔ بَشَّرَ يُبَشِّرُ تَبشِير ثلاثی مزید فیہ کے باب تفعیل سے ہے اسی سے اسم فاعل مُبَشِّر ہے۔

بَشَّرَ بِكَذا: (1) کسی کو خوش خبری دینا، (2) اونٹنی کا پہلا بچہ ہونا، (3) کھجور کے درخت پر پہلا پھل آنا۔

اَلتَّبشِيرُ: تبلیغ دین، خاص طور دین مسیح کی تبلیغ۔ اَلمُبَشِّرُ: مبلغ دین، مسیحی مبلغ (2) خوش خبری دینے والا۔[2]

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.1, No.01, July to Dec. 2023,
Page No. 33- 47

تبشیر عام معنوں میں 'بشارت، کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور قرآن نے آپ ﷺ کو مبشر اور بشیر کہا ہے۔

لفظ تبشیر کا مفہوم تمام ماہرین علم نے اپنے اپنے دائرہ کار اور میدان فکر کے اعتبار سے متعین کیا ہے یہ بات واضح ہی ہے کہ الفاظ کے لغوی معانی تقریباً یکساں اور مشترک ہوتے ہیں تمام اہل لغت ایک بنیادی معنی کی ہی توضیح و تفسیر کر رہے ہوتے ہیں لیکن جب یہی الفاظ اصطلات کا جامہ پہنتے ہیں تو پھر مخصوص معانی کے حامل ہو جاتے ہیں جس میں ہر فن اور ہر فکر کے لوگ اپنے اپنے میدان اور دائرہ کے حساب سے اس کا ایک مفہوم متعین کیا کرتے ہیں۔

علامہ جرجانیؒ اپنی مشہور زمانہ کتاب "التعریفات" میں لفظ تبشیر کی توضیع میں یوں رقمطراز ہیں:

"کل خبر صدق تتغیر به بشرة الوجه ،ویستعمل فی الخیر والشر وفی الخیر اغلب۔"[3]

"ایسی سچی خبر جس سے چہرے کے تاثرات بدلتے ہیں اور یہ خیر وشر کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے لیکن اس میں خیر کا پہلو غالب ہے۔"

امام راغبؒ لفظ تبشیر کے من جملہ پہلو واضح کرتے ہوئے ایک یہ بھی بیان کرتے ہیں

"ویقال للخبر السار البشاره والبشریٰ ،قال تعالیٰ: (لهم البشری فی الحیوة الدنیاوفی الآخرة ) وقال تعالیٰ (لا بشریٰ یومئذ للمجرمین ) ۔(ولما جائت رسلنا ابراهیم بالبشری۔(یا بشریٰ هٰذا غلام ) ۔وما جعله الله الّا بشریٰ لکم)۔"[4]

"اور لفظ بشارت حرکت پیدا کر دینے والی خبر کے لیے بھی بولا جاتا ہے پھر خبر دنیا کے متعلق بھی ہو سکتی ہے اور آخرت سے بھی تعلق رکھ سکتی ہے جیسا کہ درج ذیل قرآنی آیات اس کی صراحت کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

- "ان کے لیے دنیا اور آخرت میں بشارت ہے۔"[5]
- "آج کے دن مجرموں کے لیے کوئی خوش خبری نہیں۔"[6]
- "اور جب ہمارے فرشتے، ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر آئے۔"[7]
- "واہ خوش خبری! یہ تو لڑکا ہے۔"[8]
- "اور اللہ نے اسے نہیں بنایا مگر خوش خبری دینے والا۔"[9]

محدثین نے حدیث کے سیاق و سباق کو ملحوظ رکھتے ہوئے تبشیر کے مفہوم کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے، جیسا کہ حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے

"یسروا ولا تعسروا ،بشروا ولا تنفروا۔"[10]

"آسانی پیدا کرو اور مشکل میں نہ ڈالو، خوشخبری دو اور نفرت پیدا نہ کرو۔"

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فتح الباری میں رقم طراز ہیں

"وبشروا بعد قوله یسروا فیه الجناس الخطی۔"[11]

"اور بشروا (خوش خبری دو) کا لفظ یسروا (آسانی پیدا کرو) کے بعد آیا ہے جس میں گنہگار لوگوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔"

## 3. قرآن مجید میں اسباب تبشیر

قرآن کریم میں بے شمار اسباب و وجوہات بیان کی گئی ہیں جس پر امت بشارت کی مستحق قرار پاتی ہے۔ ان میں سے چند کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے:

### 3.1 شہادت حق

قرآن و حدیث میں امت مسلمہ کے منصب اور ذمہ داری کی طرف جن اسالیب میں توجہ دلائی گئی ہے ان میں سے ایک شہادت اور گواہی کا بھی ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں اس حوالے سے ارشاد ربانی ہے

"يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا۔"[12]

"اے نبی! بیشک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔"

اس اسلوب کی تشریح کرتے ہوئے سید ابو الاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں

"یہ شہادت جس کی ذمہ داری آپ ﷺ پر ڈالی گئی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جو حق آپ کے پاس آیا ہے جو صداقت آپ پر منکشف ہو گئی ہے آپ دنیا کے سامنے اس کے حق اور صداقت ہونے پر اور اس کے راہ راست ہونے پر گواہی دیں ایسی گواہی جو اس کے حق اور راستی ہونے کو مبرین کرے اور دنیا کے لوگوں پر دین کی حجت پوری کر دے۔ اسی شہادت کے لیے انبیاء دنیا میں بھیجے گئے تھے اور اس کا ادا کرنا ان پر فرض تھا پھر یہی شہادت تمام انبیاء کے بعد ان کی امتوں پر فرض ہوتی رہی اور اب خاتم النبیین ﷺ کے بعد یہ فرض امت مسلمہ پر بحیثیت مجموعی اسی طرح عائد ہوتا ہے جس طرح حضور اکرم ﷺ پر آپ کی زندگی میں شخصی حیثیت سے عائد تھا۔"[13]

### 3.2 صبر کی صفت

جب انسان کو بشارتیں سنائی جاتی ہیں تو وہ اس بلند منزل والی بشارت کو حاصل کرنے کے لیے تگ و دو کرتا ہے چاہے، اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تکمیل میں اس کو مشکلات اور آزمائشوں سے گزرنا پڑے اور پھر وہ ان پر صبر کا مظاہرہ کرتا ہے۔

"وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۔ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ۔ الَّذِيْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔"[14]

"اور ہم ضرور تمہیں خوف، فاقہ کشی، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے نقصانات میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے۔ ایسے حالات میں جو صبر کریں انہیں خوشخبری دے دو اور جب کوئی مصیبت پڑے، تو کہیں کہ ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہم نے اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"

یہ بات مسلمانوں سے بطور خطاب بیان کی گئی ہے، خوف سے مراد وہ ہنگامی صورت حال ہے جو غزوہ خندق سے پہلے ہر وقت مدینہ کی آزاد ریاست کے گرد منڈلاتی رہتی تھی۔ خوف کے علاوہ فاقہ، جان و مال اور پھلوں میں خسارہ یہ سب ایسی صورتیں

Vol.1, No.01, July to Dec. 2023,
Page No. 33- 47

ہے جو اسلام کی راہ میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو پیش آتی رہیں۔ اسی لیے انہیں صبر اور نماز سے مدد لینے کی ہدایت کی گئی کہ مصیبت کے وقت "انا للہ وانا الیہ راجعون" کہیں، جو یہ کلمات صرف زبان سے ہی ادا نہیں کرتے بلکہ دل سے بھی اس بات کے قائل ہوتے ہیں کہ چونکہ ہم اللہ ہی کی ملکیت ہیں۔ لہٰذا ہماری جو چیز بھی اللہ کی راہ میں قربانی ہوئی وہ اپنے ٹھیک ٹھکانے پر پہنچ گئی اور وہ کسی قسم کی بے قراری یا اضطراب کا اظہار نہیں کرتے نہ ہی زبان سے کوئی ناشکری کا کلمہ نکالتے ہیں۔[15]

## 3.3 تقویٰ

تقویٰ یہ ہے کہ انسان وہ کام کرے جو اس کے رب کا پسندیدہ ہو اور اس کام سے دور رہے جس سے اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ انسانی اخلاق کی یہ ایک بنیادی صفت ہے جس کو مذہب اسلام میں بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے اور اسی بنیاد پر لوگوں کو ایک دوسرے پر فوقیت دی گئی ہے۔ قرآن مجید میں تقویٰ اور اس کے فوائد و ثمرات پر بہت بحث کی گئی ہے۔ اس حوالے سے پروفیسر خورشید احمد لکھتے ہیں

"اسلامی اخلاقیات کی بنیاد خوف خدا ہے، یعنی خوف خدا جب انسان اپنی پوری زندگی پر محیط کر لیتا ہے اور جب وہ ہر قدم اٹھانے سے پہلے سوچتا ہے کہ کہیں یہ خدا کو ناپسند تو نہیں، تو اس کا یہ وصف تقویٰ کہلاتا ہے۔"[16]

معاشرتی زندگی میں، خاص طور پر تجارت اور کاروبار میں اس کی بہت اہمیت ہے کہ جو قوم اس صفت سے متصف ہوتی ہے دنیا میں اس کو دوسری اقوام سے سربلندی حاصل ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس پر خیر و برکت کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ ان کی معیشت میں وسعت پیدا کر دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تقویٰ کی راہ اختیار کرنے سے دنیوی کاموں میں نصرت الٰہی شامل ہو جاتی ہے اور دنیوی فلاح و برکات کا حصول ممکن ہو جاتا ہے۔

## 3.4 توکل علی اللہ

اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرنا اور لوگوں سے استغناء توکل کہلاتا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

"وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَي اللهِ فَهُوَحَسْبُهٗ۔"[17]

"اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے اس کے لیے وہ کافی ہے۔"

اسی طرح ایک حدیث میں وارد ہے

"حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بے حساب جنت میں داخل ہوں گے، ان کے اوصاف میں ایک یہ بھی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والے ہوں گے۔"[18]

## 3.5 رزق حلال کی فضیلت اور حلال کمائی سے صدقہ کرنے کی بشارت

حلال مال کمانا اور پھر اسے اللہ تعالیٰ کے نام پر خرچ کرنا اور اپنی ضروریات پر لگانا بہت مفید سمجھا جاتا ہے۔ اس حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے

ISSN Online: 3006-8215
ISSN Print: 3006-8007

"یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا ۖؗ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ"[19]

"لوگو! زمین میں جو حلال اور پاک چیزیں ہیں انہیں کھاؤ اور شیطان کے بتائے ہوئے راستوں پر نہ چلو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

معارف القرآن میں مفتی شفیع حلال اور طیب مال سے متعلق لکھتے ہیں

"حلالاً طیّبا لفظ کے اصلی معنی گرہ کھولنے کے ہیں۔ جو چیز انسان کے لیے حلال کر دی گئی گویا ایک گرہ کھول دی گئی اور پابندی ہٹا دی گئی۔ حضرت سلہ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ نجات تین چیزوں میں منحصر ہے حلال کھانا، فرائض ادا کرنا ،اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی اتباع کرنا اور لفظ طیب کے معنی ہیں پاکیزہ جس میں شرعی حلال ہونا بھی داخل ہے اور طبعی مرغوب ہونا۔"[20]

## 3.6 حدود اللہ کے نفاذ پر بشارت

معاشرے میں اخلاقی اقدار کے تحفظ اور امن عامہ کو برقرار رکھنے کے لیے اسلام نے حدود و تعزیرات کے قوانین دیئے ہیں۔ ان کے اندر اگر ایک طرف عبرت ہے تو دوسری طرف زبردست طریقے سے معاشرتی اصلاح کا پہلو بھی ہے۔ قرآن و حدیث میں ان قوانینِ حدود و قصاص کے نفاذ کے لیے کئی مقامات پر تلقین کی گئی ہے اور ان قوانین کے نفاذ سے اللہ تعالیٰ برکتیں نازل فرماتے ہیں۔

حدود کا تعلق چونکہ شریعت اور قانون سے ہے اس لیے ان کے اندر ہر زمانے میں تبدیلی واقع ہوتی رہی ہے۔ ہر نبی اور رسول کی امت کے لیے اللہ تعالیٰ نے جداگانہ قوانین دیئے ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

"وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ۔"[21]

"اور اگر وہ تورات اور انجیل اور جو کتاب (اب) ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے بھیجی گئی ہے اس کی ٹھیک پابندی کرتے تو وہ اپنے اوپر اور اپنے نیچے ہر طرف سے (اللہ کا رزق) کھاتے۔"

یہ تمام برکات قرآن کے احکام کو نافذ کرنے والوں کو حاصل ہوں گے۔ اس کی تصریح عبدالرحمن کیلانی نے یوں کی ہے

"اگرچہ یہ خطاب بظاہر اہل کتاب کو ہے جس میں یہود و عیسائی مخاطب ہیں تاہم یہ حکم عام ہے یعنی کوئی بھی امت جو کتاب اللہ پر سچے دل سے پوری دیانتداری و ایمانداری کے ساتھ عمل پیرا ہو گی اس پر اوپر سے ابرِ رحمت برسے گا، نیچے زمین سے پھل اور میوے بکثرت پیدا ہوں گے۔ ارضی اور سماوی برکات نازل ہوں گی۔ آفات دور ہوں گی۔ سب کو فراخی سے رزق ملے گا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حدود اللہ میں سے ایک حد قائم کرنے سے اتنی رحمت اور برکتیں نازل ہوتی ہیں، جیسے چالیس دن بارش سے نازل ہوتی ہیں۔"[22]

## 3.7 امام عادل کے لیے بشارت

شریعت اسلامی میں عدل کرنے کے حوالے سے بہت زور دیا گیا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.1, No.01, July to Dec. 2023,
Page No. 33- 47

"وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ۔"[23]

"اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو چاہیے کہ عدل کے ساتھ تم فیصلہ کرو۔"

اس بابت خوشخبری بیان کرتے ہوئے ابن کثیرؒ فرماتے ہیں

"پھر ارشاد ہے کہ فیصلے عدل کے ساتھ کرو حاکموں کو احکم الحاکمین کا حکم ہو رہا ہے کہ کسی حالت میں عدل کا دامن نہ چھوڑو، حدیث میں ہے کہ اللہ حاکم کے ساتھ ہوتا ہے جب تک کہ وہ ظلم نہ کرے جب ظلم کرتا ہے تو اسے اسی کی طرف سونپ دیتا ہے، ایک اثر میں ہے کہ ایک دن کا عدل چالیس سال کی عبادت کے برابر ہے۔"[24]

جس علاقے میں انسانوں کو پورا پورا انصاف میسر ہو گا وہاں کے لوگ خوشحال بھی ہوں گے اور ان کی زندگیاں بھی محفوظ ہوں گی اور یہ صورتحال صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ نظام سے میسر ہو سکتی ہے۔ اس نظام کے اصولوں کے مطابق قائم کی گئی ریاست کے اندر حدود اللہ کا نفاذ ہو گا اور جو ان حدود کا خیال رکھیں گے ان کے لیے جنت کی بشارت ہے۔

### 3.8 نماز پر بشارت

تمام عبادات میں مقدم نماز ہے اور اس کے لیے عربی میں صلاۃ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں نماز کی ادائیگی کے لیے خشوع و خضوع کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا گیا

"قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ۔"[25]

"ایماندار لوگ کامیاب ہو گئے، جو اپنی نماز میں خشوع خضوع اختیار کرتے ہیں۔"

اسلام میں تصور فلاح صرف مادی و ظاہری اسباب تک محدود نہیں بلکہ اس میں بہت زیادہ وسعت ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے اس کے اندر جہاں دنیاوی حیات و واقعات ہیں وہاں روحانی و اخروی زندگی بھی سمتی ہوئی ہے۔ بلکہ اسلام مؤخر الذکر رحمتوں کا مستحق بھی بنتا ہے۔ اس حوالے سے سید قطب لکھتے ہیں

"نماز درحقیقت مسلمان کے اور رب کے درمیان ایک خاص ملاقات ہے۔ اس سے دل غذا لیتا ہے اور روح خاص تعلق کا احساس کرتی ہے۔ اس کے اندر نفس انسانی کے لیے وہ سرو سامان ہے جو دنیا کے تمام مال و متاع سے زیادہ قیمتی ہے۔ نبی ﷺ کی حالت یہ تھی کہ جب کوئی معاملہ انہیں پریشان کرتا تو آپ ﷺ نماز کی طرف لپکتے تھے، حالانکہ آپ ﷺ کا حال یہ تھا کہ اپنے رب سے ہر وقت جڑے رہتے تھے، آپ کی روح ہر وقت وحی اور الہام سے مربوط تھی۔ یہ سرچشمہ خیر و برکت اب بھی ہر مؤمن کی دسترس میں ہے، جسے زادِ راہ کی طلب ایسے حال میں پیش آئے جبکہ اس کا توشہ دان خالی ہو۔"[26]

### 3.9 زکوۃ کی ادائیگی پر بشارت

نماز کے بعد اسلام نے جس عمل صالح پر سب سے زیادہ زور دیا ہے وہ زکوۃ ہے۔ نماز کا تعلق اگر حقوق اللہ سے ہے تو زکوۃ کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور انہی دونوں چیزوں سے تصور اسلام عبارت ہے۔ کسی ایک میں کوتاہی اور غفلت سے انسان

نصف دین سے محروم ہو جاتا ہے۔ فریضہ زکوٰۃ نہ صرف امت مسلمہ پر عائد کیا گیا ہے بلکہ اس سے پہلے کی امتوں پر بھی اللہ تعالیٰ نے عائد کیا تھا، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے

"وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ۔"[27]

"اللہ نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا اور ان میں بارہ نقیب مقرر کیے تھے اور ان سے کہا تھا کہ 'میں تمہارے ساتھ، اگر تم نے نماز قائم رکھی اور زکوٰۃ دی اور میرے رسولوں کو مانا اور ان کی مدد کی اور اپنے خدا کو اچھا قرض دیتے رہے تو یقین رکھو کہ میں تمہاری برائیاں تم سے زائل کر دوں گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور جس نے اس کے بعد بھی کفر کیا یقیناً وہ گمراہی کے راستے پر ہے۔"

## 3.10 اعمال صالحہ پر بشارت

ایمان لانے کے بعد اعمال صالحہ کی بجا آوری ضروری ہے۔ ان کی اہمیت واضح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے روز محشر کا نقشہ قرآن مجید میں پیش کیا ہے کہ جب اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ اس حوالے سے ارشادِ باری تعالیٰ ہے

"وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَـيْـــًٔا۔"[28]

"قیامت کے روز ہم ٹھیک تولنے والے ترازو رکھ دیں گے، پھر کسی شخص پر ذرا برابر ظلم نہ ہو گا۔"

چنانچہ روزِ قیامت اعمال کی بنا پر بخشش یا عذاب کا فیصلہ ہو گا۔ جس کے اعمال صالحہ کا وزن اعمال سیئہ سے زیادہ ہو جائے گا۔ وہی فلاح و کامیابی سے ہمکنار ہو گا۔

## 3.11 اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملنے کی بشارت

آخرت اور روز حشر میں ملنے والی خوشیوں اور بشارتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس دن اہل ایمان اور جنتیوں کو ان کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا۔ وہ شاداں و فرحاں ہو کر اہل محشر کو اپنا اعمال نامہ پڑھنے کی دعوت عام دیں گے۔ یہ کامیابی ان کی عارضی زندگی کا حاصل اور حیات ابدی کا فیصلہ ہو گی۔ قرآن حکیم نے ان مناظر کی پیشگی ہی عکس بندی فرمائی ہے، تاکہ لوگ اچھے اعمال کی طرف بڑھیں اور اچھے انجام کے لیے محنت کریں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

"مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَاۗؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۚ اِنِّىْ ظَنَنْتُ اَنِّىْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۚ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ۔"[29]

"اس وقت جس کا نامہ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا، لو دیکھو، پڑھو میرا نامہ اعمال، میں سمجھتا تھا کہ مجھے ضرور اپنا حساب ملنے والا ہے۔ پس وہ دل پسند عیش میں ہو گا۔"

روز قیامت گھبراہٹ اور خوف سے بچا لیا جانا ہی بہت بڑی خوشخبری ہے۔ ہمیشہ کی فلاح اور نجات کا حصول تو بہت ہی عظیم کامیابی اور بہت بڑی بشارت ہے۔

### 3.12 تزکیہ نفس پر تبشیر

تمام عبادات کا جائزہ لیا جائے تو ان میں تزکیہ نفس کی صفت مشترکہ طور پر پائی جاتی ہے، اگرچہ ان کے ظاہری احکام و آداب اور شرائط چاہے مختلف ہی کیوں نہ ہوں۔ اگر ان عبادات کے اندر تزکیہ نہیں تو یہ اپنے مقصد اور روح سے خالی ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید نے اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

"قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا۔"[30]

"تحقیق وہ شخص کامیاب ہوا جس نے نفس کو سنوار لیا۔"

تزکیہ نفس کی جامعیت و وسعت اور اس کے اعلیٰ مفاہیم کو واضح کرتے ہوئے عبد الرحمن کیلانی رقمطراز ہیں

"جس نے اپنے نفس کو کفر و شرک سے، فاسد عقائد سے اور اخلاق رذیلہ سے پاک کر لیا۔ وہ کامیاب ہو گیا اور جس شخص نے اپنے ضمیر کی آواز کو جو اسے خیر و شر پر متنبہ کرتی رہتی ہے، خاک میں دبا دیا وہ نامراد ہو گیا۔ یعنی جس طرح سورج اور چاند ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ دن اور رات مختلف اور متضاد ہیں۔ زمین اور آسمان ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ فجور اور تقویٰ یا خیر اور ہونے چاہئیں۔ وہ ایک جیسے کبھی نہیں ہو سکتے۔ تقویٰ کی بنیاد پر کیے ہوئے اعمال کا نتیجہ اخروی فلاح و کامیابی ہے جبکہ فجور کی بنیاد پر کیے ہوئے اعمال کا نتیجہ اخروی ناکامی اور نامرادی ہے۔[31]

انسان کی سرشت میں دو محرکات عمل نظر آتے ہیں اور وہ دونوں ہی اساسی اور مرکزی حیثیت کے حامل ہیں۔ باقی تمام تر محرکات ان کی فروعات ہیں۔ وہ خوف اور شوق ہیں۔ انسان جب بھی کوئی عمل کرتا ہے تو اس کے محرکات میں بنیادی طور پر انہی جذبات میں سے کوئی کار فرما ہوتا ہے۔ وہ کسی کام کو اس لیے سرانجام دیتا ہے کہ اس کی تکمیل سے اسے عزت و شرف، فوائد اور اطمینان و سکون حاصل ہوتا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس کئی ایسے امور بھی ہوتے ہیں جنہیں وہ محض خوف کی بنا پر سرانجام دیتا ہے۔ بچے کے سبق یاد کرنے کی وجہ جہاں استاد کی مار کا خوف ہو سکتا ہے، وہاں اس میں دلچسپی یا مستقبل کی کوئی امید بھی ہو سکتی ہے۔

ایمان اور انسان کی فطرت میں مکمل ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ اسی طرح شریعت کی تمام تعلیمات اور انسانی فطرت میں کل یکسانیت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسلامی احکام پر عمل پیرا ہونے کی صورت میں جو اخروی جزائیں تیار کر رکھی ہیں ان میں بھی اسی طرح کی نفسیاتی وحدت نظر آتی ہے۔ یہاں صرف چند مقامات بطور مثال پیش کیے گئے ہیں، جبکہ قرآن کریم میں ایسی مثالیں بے شمار ہیں جن میں مختلف اسباب و اعمال بیان کرتے ہوئے تبشیر کے ذریعے ترغیب دلائی گئی تا کہ اہلِ ایمان حصولِ بشارت کی خاطر اعمالِ صالحہ کی طرف بڑھیں۔

## 4. تبشیر کے اسرار و رموز

قرآن مجید کی نصوص سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بشارت دینے کے کچھ اسرار و رموز اور حکمتیں ہیں۔ یہاں قرآنی بشارت کے حوالے سے چند اسرار و رموز بیان کئے جا رہے ہیں:

### 4.1 دعوت دین میں نرمی کی تاکید

تبشیر کے پہلو کے اندر خیر خواہانہ اور نرم رویہ کار فرما ہوتا ہے۔ لہٰذا قرآن نے اولاً دعوت دین میں سختی کے بجائے نرمی اختیار کرنے

کو ترجیح دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہدایت کی گئی کہ وہ فرعون کے سامنے نرم رویے سے بات کریں، شاید وہ نصیحت پکڑے یا ڈر جائے

"فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى۔" [32]

"پس اس سے نرم لہجے میں بات کرنا شاید وہ نصیحت پکڑے یا ڈر جائے۔"

## 4.2 قرآن مجید میں آسانی کا پہلو

اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے اسی دین پر عمل کروانا مطلوب ہے جو کہ اس نے کو اپنے رسول ﷺ کے ذریعے قرآن کی صورت میں نازل کیا ہے۔ اس حوالے سے ایک مقام پر ارشاد فرمایا

"فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا۔" [33]

"پس اے محمد ﷺ، اس کلام کو ہم نے آسان کر کے تمہاری زبان میں اسی لیے نازل کیا ہے کہ تم پرہیز گاروں کو خوشخبری دے دو اور ہٹ دھرم لوگوں کو ڈرادو۔"

اس سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن کو پڑھنا اور سمجھنا اور اس پر عمل کرنا نہایت آسان ہے اور یہ آسانی کا پہلو بھی اہلِ ایمان کے لیے ایک عظیم بشارت کی حیثیت رکھتا ہے جس سے وہ قرآن کو سمجھنے اور عمل کرنے کا جذبہ محسوس کرتے ہیں۔

مولانا عبدالماجد دریا آبادی اس حوالے سے لکھتے ہیں

" شکر گزار بن جانے کا کتنا آسان نسخہ اللہ کی نعمتوں کا مراقبہ ہے۔ بندہ بس اسی پر غور کرتا ہے کہ اللہ نے شریعت اسلامی کے ذریعے کیسے کیسے پُر سہولت طریقے اس کے نفع اور اجر کے بتا دیئے ہیں اور راہ بھی ایسی جس میں زیادہ مشقت و تعب، بلکہ ہر ایک کے حالات کی پوری پوری رعایت۔" [34]

## 4.3 تلاوت قرآن سے حصول تسکین

قرآن کریم کی تلاوت سے ایک مومن ایمان اور اعمال صالح اختیار کرنے والوں کو دی جانے والی بشارتوں کا حال پڑھ کر فرحت و اطمینان محسوس کرتا ہے۔ سورت الواقعہ میں پہلے دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیئے جانے کا ذکر کیا گیا، پھر بائیں ہاتھ والوں کا

"وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ۝ۥ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۝ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ۔ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ۔ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ۔ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ۔ وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ۔" [35]

"اور دائیں بازو والے، دائیں بازو والوں کی خوش نصیبی کا کیا کہنا۔ وہ بے خار بیریوں، اور تہ بہ تہ چڑھے ہوئے کیلوں، اور دور تک پھیلی ہوئی چھاؤں، اور ہر دم رواں پانی، اور کبھی ختم نہ ہونے والے پھلوں میں ہوں گے۔"

اس سے مومنین کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ توکل علی اللہ کی صفت سے متصف ہوتے ہیں۔ وہ ہر وقت اپنے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

## 4.4 قصاص میں زندگی کی بشارت

عدل و انصاف کا یہ تقاضا ہے کہ اگر کوئی انسان ظلم و زیادتی سے کسی دوسرے انسان کی جان ختم کر دے یا کسی عضو کو تلف کر دے

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.1, No.01, July to Dec. 2023,
Page No. 33- 47

تو مقتول کے بدلے میں قاتل کو قتل کیا جائے یا عضو کاٹا جائے، اس سے معاشرے میں امن و سکون ہو گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

"وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰأُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔" [36]

"عقل و خرد رکھنے والو! تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے۔ تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔"

قتل کے بدلے کسی آدمی کو قتل کرنے سے معاشرہ میں امن و سکون کی فضا قائم ہوتی ہے کیوں کہ پھر ہر کوئی اس سزا سے بچنے کی کوشش کرے گا، اس طرح معاشرے میں قتل و غارت اور دنگا و فساد جنم نہیں لے سکے گا۔ جس سے معاشرے میں امن اور فرحت کا پیغام سامنے آئے گا۔ عبد الرحمن کیلانی اس آیت کی تفسیر میں یوں لکھتے ہیں

"یہ نہایت فصیح و بلیغ جملہ ہے جس پر عرب کے فصحاء و بلغاء عش عش کر اٹھے۔ کیوں کہ اس مختصر سے جملہ میں دریا کو کوزہ میں بند کر دیا گیا ہے۔ یعنی قصاص بظاہر تو موت ہے۔ مگر حقیقت میں پوری زندگی کا راز اسی میں ہے۔ عرب میں جو فصیح محاورہ استعمال ہوتا تھا "القتل انفی التقتل" یعنی قتل، قتل ہی سے مٹتا ہے۔ مگر فی القصاص حیاۃ میں بدرجہ زیادہ لطافت، فصاحت، بلاغت ہے اور مضمون بھی بہت زیادہ سما گیا ہے۔ دور جاہلیت میں اگر کوئی شخص مارا جاتا تو اس کے قصاص کا کوئی قاعدہ نہ تھا۔ لہٰذا اس کے بدلے دونوں طرف سے ہزاروں خون ہوتے مگر پھر بھی فساد کی جڑ ختم نہ ہوتی تھی۔ عرب کی تمام خانہ جنگیاں جو برسہا برس تک جاری رہتی تھیں اور عرب بھر کا امن و سکون تباہ ہو چکا تھا۔ اس کی صرف یہی وجہ تھی۔ اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے قصاص کا عادلانہ قانون دے کر دنیا بھر کے لوگوں کو جینے کا حق عطا فرمایا۔" [37]

### 4.5 رضائے الٰہی کے حصول کی ترغیب

ایک مومن و مسلمان انسان کے لیے دنیا و آخرت میں سب سے بڑا سرمایہ اللہ کی رضا ہے۔ یہ چیز اس کے ہر کام اور ہر نیت کا مقصد و منتہا ہے۔ وہ کسی فرض کی، بجا آوری، کسی حکم کی تعمیل پر صرف اسی لیے عمل پیرا ہوتا ہے کہ کسی طرح اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔ یہ چیز اس کے تمام اعمال کا محرک ہوتی ہے۔ بلکہ یہی چیز اس کے لیے پیمانہ اخلاص ہوا کرتی ہے۔ کسی کی کوششوں میں جس قدر، رضائے الٰہی کی طلب اور دنیاوی مفادات سے دستبرداری ہوتی ہے وہ اسی حساب سے معیار اخلاص پر پورا اترتا ہے۔ اس حوالے سے قرآن فرماتا ہے

"وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ۔ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ۔" [38]

"اور اللہ کی رضامندی (ان سب نعمتوں سے بڑھ کر ہو گی) اور اللہ تعالیٰ ہر وقت اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔"

امین احسن اصلاحی اپنی تفسیر میں اس حوالے سے یوں رقم طراز ہیں

"رضوان" کے معنی تو خدا کی خوشنودی اور رضامندی کے ہیں لیکن قرآن میں یہ لفظ بالعموم جنت کی نعمتوں کی ایک جامع تعبیر کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ جب اس کا ذکر ہو گیا تو گویا نعمت کا ذکر ہو گیا۔ اس کا بھی جس کے لیے تعبیر کا کوئی جامہ موجود ہے اور اس کا بھی جو گمان و خیال اور قیاس و وہم ہر چیز سے بالاتر ہے۔" [39]

### خلاصۃ البحث

ISSN Online: 3006-8215
ISSN Print: 3006-8007

تبشیر یا ترغیب انسان کو نیک امور اور مطلوبہ کاموں کے نتائج سے آگاہ کرنے کے معنی میں ہے، جو سرور و شادمانی کا باعث ہے۔ انسانی فطری طور پر لذت اور نعمت کی طرف راغب ہوتا ہے اور درود والم سے اجتناب اور دوری چاہتا ہے۔ اس لیے اگر تبشیر مخاطب کے مقبول کرنے اور اس کے یقین کے مطابق ہو تو موثر ہے، یعنی اگر مخاطب فکری و اعتقادی اصولوں کے لحاظ سے تصدیق کرے کہ یہ عمل ان لذتوں کا حامل ہے، تو بلاشبہ ایسا تبشیر موثر واقع ہوگا۔

قرآن کریم میں تبشیر کے بے شمار اسباب و وجوہات بیان کی گئی ہیں جن میں مشاہدات حق، صبر تقویٰ، توکل علی اللہ صدقہ و انفاق کرنا، نفاذ حدود اللہ، امام عادل، قیام صلوۃ، اعمال صالحہ کی انجام دہی، تزکیہ نفس وغیرہ شامل ہیں۔ اسی طرح کچھ مقامات پر قرآن کریم نے مبشرون کا ذکر کرتے ان پر عنایات ربانی کا تذکرہ کر کے ان کی راہ اختیار کرنے پر ابھارا ہے۔ ان مبشروں میں متقون، مومنوں، صابرون، مقربون اور خیر کا کام کرنے والے شامل ہیں۔ انسانی فطرت ہے کہ جس چیز پر اس کا قلب فرحت محسوس کرے اور مطمئن ہو جائے، اس کی طرف رغبت بڑھتی ہے اور عمل کرنے کا جذبہ ابھرتا ہے۔ پھر بشارت کے ذریعے اسے جو بلند منزل بتائی گئی ہے، اس کی راہ میں مشکلات، مصائب و آلام کا بھی سامنا کرنا پڑے تو خوش دلی سے برداشت کرتا ہے۔ تبشیر کے اسلوب سے جذبہ اطاعت و تسلیم و رجا پیدا ہوتا ہے اور انسان کے دل میں محبت کے جذبات جنم لیتے ہیں۔

## نتائج

اس مضمون سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

1. انبیاء کرام کو مبشر بنا کر بھیجا گیا تاکہ وہ لوگوں کو بشارتیں سنا کر اُنھیں ان کا دنیا میں آنے کا مقصد واضح کریں۔
2. اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے دی گئی بشارتوں پر انسانی دل و دماغ فرحت محسوس کرتا ہے اور اس کے دل میں محبت کے جذبات جنم لیتے ہیں۔
3. تبشیر سے انسان کا حوصلہ بلند ہو جاتا ہے اور وہ مشکلات اور مصائب بھی خوش دلی سے برداشت کرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔
4. انسانی نفسیات ہے کہ وہ حوصلہ افزائی کا طلب گار ہوتا ہے۔ تبشیر میں بھی مسلمانوں کو حوصلہ افزائی کے ذریعے استقامت اختیار کرنے کا درس مل رہا ہے۔
5. تبشیر سے انسان نہ صرف اپنے اندر اچھائی کے کام کرنے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی اچھائی کے کاموں پر ابھارتا ہے۔

## مصادرومراجع

1 القرآن ، 47:24

Al- Qur'an, 24:47

2 کیرانوی ،وحید الزمان قاسمی ،مولانا، القاموس الوحید ،دار العلم للملایین ،بیروت ،لبنان ،1996

Kirānwi, Wahŷd-ul-Zāman Qāsmi, Molanā, Alqāmos Alwaheed, Dārʿİlm Lilmlāyeen Beirut, Labnān,1996

3 الجرجانی ،التعریفات ،دارالکتب العلمیه ،بیروت ،1403ھ،ص: 45

Aljur̊jāni, Altʿrifāt, Dārulkutub Alʿelmiah, Beirut,1403, P: 45

4 الاصفہانی ،الحسین بن محمد راغب ،ابو القاسم،المفردات فی غریب القرآن،آرام باغ ،کراچی ،1961ء،ص:358

Al.Aṣ̊fahāni, Alḥusain Bin Rāghib, Abu Alqāsim,, Ảmufradāt fi Gharib Ảlqur̊ận, Arām Bagh, ḵṛacẖy, 1961 ,Page:358

5 القرآن ، 64: 10

Al- Qur'an, 64: 10

6 القرآن ، 22 :25

Al- Qur'an, 22: 25

7 القرآن ، 69 : 11

Al- Qur'an, 69: 11

8 القرآن ، 12:19

Al- Qur'an, 19: 12

9 القرآن ، 10: 08

Al- Qur'an, 10: 08

10 البخاری ،محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار السلام ،ریاض،1999، الطبعة الثانیه ،کتاب العلم ،باب ما کان النبی یتخوھم بالموعظة والعلم کی لا یقوا،حدیث:69

Al-Bukhārī, Muhammād Bin Ismāil, Al-Jāme Al-Sahih, Kitāb AʿÎlm, Bāb Mā ḵạna Alnbi Yatakhŵ Huṁ Bİmaŵ ʿuezat Wā ʿÎlm, kae la yqŵ, Hadith No: 69

11 ابن حجر ،احمد بن علی ،عسقلانی ،ابو الفضل ،علامه ،فتح الباری شرح صحیح بخاری ،دار المعرفة ،بیروت، 1379ھ ج:1، ص:163

Ib̊ne Haj̊ar, Ahamd Bin ʿAli ʿAsqlāni, Abu Alfazal, ʿAlama, Fateh Albāri, Sharah Jāme Bukhārī, Dār Almʿafa, Beirut, 1379 A.H, Volume 1, P: 163

12 القرآن ، 33:45

Al- Qur'an, 45: 33

13 مودودی ،ابوالاعلی،سید،مولانا ،شہادت حق ،اسلامک پبلی کیشن،لاہور، 1999ء،ص:7

Maududi, Abul-Alā, Syed, Moulānā, Shahādat Haq̊, Islāmic Pub̊li Cation, Lāhore, 1999, P:7

14 القرآن ، 155-156:2

Al- Qur'an, 155,156: 2

15 عبدالرحمن کیلانی ،مولانا،تیسیر القرآن ،مکتبه السلام،لاہور،1432ھ،ج:1،ص:121

Adul Al-Rehmān kŷlani, Moŵlanā, Tisirul Ảlqur̊ận, Maktaba Ảl-Islām, Lāhore, 1432 A.H, vol:1, P:121

16 خورشید احمد ،پروفیسر،اسلامی نظریه حیات ،کراچی یونیورسٹی پریس ،2001ء ،طبع 12،ص:398

Khurshid Ahmad, Professor, Islāmi Nazria Hayāt, ḵrạcẖy̰, University Press, 2001, P:398

17 القرآن ، 96: 07

Al- Qur'an, 96: 07

18 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الرقان ،باب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ، حدیث:6472

Al-Bukhārī, Al-Jāme Al-Sahih, Kitāb Alriqān, Bāb Wamuytwakal ʿAli-Allah Fahuwa Hasbuh, Hadith No: 6472

19 القرآن، 168: 2

Al- Qur'an, 168: 2

20 محمد شفیع ، مفتی، معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 2008، ج:1 ص:411

Muḥamād Sẖfy̰ʿ Mufti, Muārif Ai̊quri̊ận, Maḵtba Muaʿārif Ai̊qurāạ̃ˆn, ḵrạcẖy̰, 2008, :vol,1 p 411

21 القرآن ، 5:66

Al- Qur'an, 66: 5

22 عبدالرحمان ، کیلانی ،تَیْسِیْرُالْقُرْآن: ج:1، ص:556

Adul Al-Rehmān kẙlani, Taẙ̰siẙ̰r Ai̊quri̊ạˆn, Vol:1, P: 556

23 القرآن ، 4:58

Al- Qur'an, 58: 4

24 عمادالدین، حافظ، تفسیر ابن کثیر، مکتبہ اسلامیہ اُردو بازار لاہور،2009، ج:1 ص:675

ʿImādu-ạl-Din, Hāfaẓa, Tafseer Ibne kasir, Maḵtba Islāmia, Urdu Bazar Lāhore, 2009, Vol:1, P:675

25 القرآن،1-2:23

Al- Qur'an, 2-1: 23

26 سید قطب، شہید،فی ظلال القرآن،دار احیاءالکتب العربیة،مصر،س ن ،ج:1،ص:99

Sayyed Quṭ̊ub Sẖaheed, fi Zilāl Albq̊ra, Dār Ehyā Alkutub Al ʿarbiah, Misr Vol.1 P:99

27 القرآن ، 12: 5

Al- Qur'an, 12: 5

28 القرآن، 47: 21

Al- Qur'an, 47: 21

29 القرآن ، 21-19 : 69

Al- Qur'an, 21-19 , 69

30 القرآن ، 9: 91

Al- Qur'an, 9: 91

31 عبدالرحمان ، کیلانی ،تیسرا القرآن، ج: 4، ص: 648

Adul Al-Rehmān kẙlani, Taẙ̰siẙ̰r Ai̊quri̊ạˆn, vol.4, p 648

32 القرآن ، 44: 20

Al- Qur'an, 44: 20

33 القرآن ، 97: 19

Al- Qur'an, 97: 19

34 دریا آبادی، عبدالماجد، مولانا، تفسیر ماجدی، پاک کمپنی لاہور، 2007ء ، ص 91

Dry̰ā āˆbạdy̰, ʿAb̊dālmājid, Mauālānā , Tfsy̰r Mạjdy̰, Pạḵ ḵmpny̰ lāhwr, 2007, P: 91

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.1, No.01, July to Dec. 2023,
Page No. 33- 47

35 القرآن ، 26-32: 56

Al- Qur'an, 32-26: 56

36 القرآن ، 2:179

Al- Qur'an, 179:2

37 عبدالرحمان ، کیلانی ،تیسر القرآن، ج1، ص 134، 135

Adul Al-Rehmān kẙlani, Taẙsiẙr Aỉqurẘ ạˆn ,vol.1, P: 134-135

38 القرآن، 15: 3

Al- Qur'an, 15: 3

39 اصلاحی، امین احسن، تدبر القرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، 2009ء، ج2، ص42

Islahi,Aảmynu Aảḥ̊san , Tadabãr ul Quqrận, Fārān Foundation, Lāhore, 2009, vol,2,p 42